پیغمبر اکرم ﷺ کی ازدواجی زندگی:
چند اعتراضات کا علمی محاسبہ

ڈاکٹر محمد افضل
ریسرچ اسکالر، شعبہ علوم اسلامی، جامعہ کراچی، کراچی

Abstract

The prophets sunnah is considered second main source of Islamic shariyah in which both sayings and deeds of prophets are included while practical life is only included in his seerah.God has declared the life of prophet Muhammad as role modle for all Muslims .Therefore all Muslims believe that His holy life is clean from all defects and faults.But over the years ,the eternal enemies of islam,instead of following the foot steps of prophet Muhammad,started attacking the private family life through various false accusation in order to efforts to authentically and critically answer the objections of orientalists regarding prophets marital life.In this regard,objections of some famous Orientalists have also been discussed.Following are the views of some fair thinkers and writers of west in support of prophet.To discuss the topic in clear manner,a brief review of the practices of polygamy within the nations living in arabia long before Islam have been discussed,on the other hand the importance and philosophy of polygamy in view of Islam has also been included in study and an attempt to answer the objections of orientalists has also been tried to solve.

Key words: Polygamy,Orientalists,Marriage,Holy Prophet

خلاصہ

شریعت اسلام میں سنت رسول ﷺ کو دوسرا اہم منبع قرار دیا جاتا ہے جس میں آپ ﷺ کے قول اور عمل دونوں شامل ہیں جب کہ سیرت میں صرف آپ کی عملی زندگی شامل ہے۔ رسول اکرم ﷺ کی حیات طیبہ کو اللہ نے تمام مسلمانوں کے لیے عملی نمونہ قرار دیا ہے، لہذا تمام مسلمان آپ کی حیات طیبہ کو عیوب ونقائص سے پاک اور مبرا سمجھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ کی پاکیزہ زندگی میں آپ ﷺ کے دشمنوں کے علاوہ ان لوگوں کو بھی کوئی دھبہ نظر نہیں آیا جو ایک گھر کی چار دیواری میں برسوں آپ کے

ساتھ رہے۔لیکن برسوں بعد اسلام کے ازلی دشمنوں نے پیغمبر اکرم ﷺ کی زندگی کو اپنے لیے مشعل راہ بنانے کی بجائے مختلف بہانوں سے آپ کے دامن کو داغدار بنانے کے لیے آپ ﷺ کی گھریلو اور نجی زندگی کے بعض پہلوؤں کو مورد طعن وقرار دیا۔مخصوصا حضور ﷺ کی ازدواجی زندگی پر بے اساس الزامات اور اعتراضات کر کے عامۃ الناس کے اذہان کو منحرف کرنے کی ناکام کوشش کی گئی ہے۔اس مقالے میں پیغمبر ﷺ کی ازدواجی زندگی کے بارے میں مستشرقین کی طرف سے لگائے گئے الزامات کے مستند اور تحقیقی بات دینے کی سعی کی گئی ہے۔اس ضمن میں کچھ مشہور مستشرقین کے اعتراضات کا حوالہ بھی دیا گیا ہے، جبکہ ذیل میں رسول اکرم ﷺ کی حمایت اور تائید پر مشتمل خود مغربی دنیا کے کچھ انصاف پسند مفکرین اور مصنفین کی آرا کو بھی ذکر کیا گیا ہے جو ان افراد کے نقطۂ نظر کی تردید کرتی ہیں جنہوں نے رسول اکرم ﷺ کی ازدواجی زندگی کو داغدار کرے کی کوشش کی تھی۔موضوع کو مزید واضح انداز میں مورد بحث قرار دینے کے لیے اسلام سے پہلے کی قوموں میں رائج متعدد شادیوں کے رسم ورواج کا بھی سرسری جائزہ لیا گیا ہے جب کہ اسلام کی نگاہ میں تعدد ازدواج کی ضرورت اور فلسفہ کا مطالعہ کرتے ہوئے مستشرقین کے اعتراضات کو علمی انداز میں حل کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

مقدمہ

پیغمبر اکرم ﷺ آخری نبی ہونے کی حیثیت سے قیامت تک کے لوگوں کے لیے نمونہ عمل اور مشعل راہ ہیں۔اسلام سے پہلے بھی پاکیزہ کردار کے حامل ہونے کے ناطے آپ ﷺ کو صادق اور امین کے القاب سے یاد کیا جاتا تھا اسی لیے اعلان رسالت کے بعد بھی آپ ﷺ کی انفرادی اور اجتماعی زندگی کے حوالے سے آپ ﷺ کے سخت ترین دشمن بھی کبھی کوئی نقص نہیں نکال سکے۔لیکن برسوں بعد اسلام کے روشن چراغ کو بجھانے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے اسلام کے اس عظیم المرتبت رہنما کو مورد ہدف قرار دیا گیا، اور اس کے مقصد کے حصول کے لیے اس کے حصول کے لیے انہوں نے جھوٹ، دھوکہ اور بہتان تراشی کو ہتھیار بنا کر غیر مسلموں سمیت عام لوگوں کے اذہان کو متاثر کرنے کی سعی کی۔

جس کے لیے انہوں نے حضور ﷺ کی ازدواجی زندگی خصوصاً تعدد ازدواج پر بے اساس اور بغض وعناد پر مبنی اعتراضات والزمات عائد کیے۔ازدواجی مسئلے پر حضور اکرم ﷺ کے خلاف جو زبان استعمال کی گئی وہ تحریری اصولوں اور تہذیب سے عاری ہے۔

استشراق اور مستشرقین

یہ دونوں الفاظ کلمہ شرق سے مشتق ہوئے ہیں۔شرق جسے انگریزی میں (Orient)، اور (East) کہتے ہیں اس کا معنی کرہ زمین کا مشرقی حصہ ہے۔چنانچہ (Orient) کا معنی انگریزی لغت میں یوں بیان ہوا ہے:

"The eastern part of the world specially China and Japan."(1)

''یعنی زمین کا مشرقی حصہ بطور خاص چین اور جاپان۔''

(Orient al) یعنی مشرق زمین سے تعلق رکھنے والی چیز کو کہتے ہیں۔لہٰذا استشراق (Orientalism) سے مراد کرۂ

ارض کے مشرقی خطے کے بارے میں مطالعہ اور تحقیق کرنے کا علم ہے۔اور مستشرق (Orientalist) سے مراد وہ شخص ہے جو اس سے متعلق مطالعہ اور تحقیق کرتا ہے چنانچہ انگریزی لغت میں یوں نقل ہوا ہے:

"A person who studies the Language ,Art etc of oriental countries."(2)

''یعنی مستشرق وہ شخص ہے جو مشرقی ممالک کی زبان وفن وغیرہ کے بارے میں مطالعہ اور تحقیق کرتا ہے۔''

چنانچہ استشراق کی تعریف اس کے لغوی معنیٰ کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے کچھ مفکرین اس طرح کرتے ہیں:

''استشراق، مشرق کی ثقافت اور خاص طور پر زبان، تاریخ، رسم و رواج، ہنر، علوم، عقیدہ اور لوگوں کی بود و باش کے بارے میں مغربی لوگوں کی تحقیق اور مطالعہ کو کہتے ہیں۔'' (۳)

لفظ استشراق کا اگرچہ براہ راست اسلام اور اسلامی ممالک سے کوئی تعلق نہیں ہے بلکہ ہر مغربی شخص جو مشرقی زمین کے بارے میں معلومات رکھتا ہو، مستشرق کہلاتا ہے، لیکن چونکہ غیر مسلم دانشوروں کے مطالعہ کا محور اسلام، مسلمان اور اسلامی ممالک قرار پائے ہیں اس کے علاوہ تبشیری اور استعماری استشراق نے خاص طور پر اسلام اور مسلمانوں پر تحقیق کی ہے، اس بنا پر بعض مسلمان مفکرین نے استشراق کو اسلام سے جوڑتے ہوئے، اس کی تعریف یوں کی ہے:

''مستشرق اس کو کہا جاتا ہے جو اسلام اور مسلم ممالک کے بارے میں تحقیق کرے اور اسی علم کو استشراق کہا جاتا ہے۔'' (۴)

مستشرقین نے سیرت اور تاریخ اسلام پر بے شمار کتابیں لکھی ہیں اور ان کی علمی کاوشوں کو عام طور پر سراہا گیا ہے لیکن اسلامی حلقوں میں یہ احساس برابر رہا ہے کہ مغرب نے سیرت اور اسلام کو پیش کرنے میں علمی دیانت، غیر جانبداری اور وسعتِ نظر سے کام نہیں لیا بلکہ غلط بیانی اور تعصب سے کام لیتے ہوئے جان بوجھ کر واقعات کو توڑ مروڑ کر پیش کیا ہے اور تاریخِ اسلام کو مسخ کرنے کی منظّم کوشش کی ہے۔

تعدد ازدواج پر اعتراضات

مستشرقین نے جو تحقیقات عالم اسلام کے تناظر میں پیش کی ہیں ان کو دیکھیں تو ان کی کوششوں کا اہم مقصد مسلمانوں کو اپنے دین کے متعلق متشکک و متردد بنانا، اسلامی اقدار و تہذیب کو مغربی اقدار و تہذیب کے مقابلے میں کم تر ثابت کرنا ہے۔ کبھی وہ اسلام کے خلاف ایسا مواد پیش کرنے کی کوشش کرتے ہیں جو اہل اسلام میں روایتی اسلامی عقائد و تصورات سے متعلق شکوک و شبہات اور بیزاری و نفرت پیدا کرے، کبھی تجدد کی طرف بلاتے ہیں تو کبھی جدید تصورات و نظریات کو اپنانے کو مسلمانوں کی ترقی و کامیابی کا راز قرار دیتے ہیں، اور کبھی اسلامی تہذیب و تاریخ کی تحقیر کرتے ہیں۔ (۵)

اس کے علاوہ انیسویں صدی کے بعد مغربی ممالک میں بڑے پیمانے پر آزادی کے نام سے جس گمراہ کن سلسلے کا آغاز ہوا ہے اس کے بعد سے تقریباً ہر اہم معاملے میں خواص کے ہاتھوں عوام کا استیصال ہوتا رہا ہے جن لوگوں کی نگاہ میں عورتوں کے لیے

بے حد وحصر آزاد لازمی ہے وہاں بعض اوقات خود ان حضرات کی عورتیں اس حد کو پار کرنے سے کتراتی ہیں۔اسی طرح مذہبی معاملات میں جن ممالک میں انسان بولنے اور لکھنے میں آزاد ہے اور کسی بھی اہم مذہبی شخصیت اور کتاب کو تنقید کا نشانہ بنا سکتا ہے وہاں جب ان کے اپنے کسی اہم معاملے کو کوئی اسی پیمانے پر تولنے کی کوشش کرے تو جیل کی سلاخیں دکھائی جاتی ہیں جس کی زندہ مثال ہمارے سامنے وہ افراد ہیں جنہوں نے ہولوکاسٹ (جرمنی میں یہودیوں کی نسل کشی) کا از سرنو جائزہ لینے کی بات کی یا اس پر تحقیق کرنے کی کوشش کی۔جبکہ انہی ممالک میں پیغمبر اسلام ﷺ کے توہین آمیز خاکے شائع کیے گئے تو خود فریبی سے کام لیتے ہوئے اظہار آزادیٔ رائے کے نام پر انھیں جائز قرار دیا گیا۔یہی مسئلہ طول تاریخ میں بعض مستشرقین کے ساتھ بھی رہا ہے ان کی تحقیق ان کے اسی ذہنی خاکے کے مطابق رہی ہے جو وہ پیغمبر اسلام ﷺ کے بارے میں پہلے ہی بنا چکے تھے انہوں نے صرف کچھ ضعیف روایات اور فرسودہ اور کم اہمیت کی حامل کتابوں کا سہارا لے کے اپنے اس ذہنی خاکے کو کتابی شکل دینے کی کوشش کی ہے ورنہ یہ بات مسلم ہے کہ اگر کوئی تحقیق کے رائج اصولوں کی پاسداری کرتے ہوئے پیغمبر اسلام ﷺ پر تحقیق کرے تو انہیں آپ ﷺ کی سیرت کے کسی گوشے میں بھی کوئی کمی دیکھنے کو نہیں ملے گی۔یہی کام بعض انصاف پسند مغربی مصنفین نے کیا ہے انہوں نے قلم اور تحقیق کی حرمت کا خیال رکھتے ہوان افراد کو علمی انداز میں جواب بھی دیا ہے جنہوں نے پیغمبر اسلام ﷺ کو اپنی خبث باطنی کا اظہار کر کے علمی دہشت گردی کا نشانہ بنانے کی ناکام کوششیں کی تھیں۔اس قسم کے افراد ہمیں کافی نظر آتے ہیں مگر ان سب کے نظریات نقل کرنے سے مقالے کی ضخامت میں اضافہ ہوگا اور اس کی طوالت سے احتراز کو مدنظر رکھتے ہوئے ایک دو ایسے حضرات کے نظریات کا حوالہ دیا جا سکتا ہے جنہوں نے پیغمبر اکرم کی ازدواجی زندگی کو مورد طعن قرار دیا ہے۔ان افراد میں سے ایک گوستالوبون ہے یہ صاحب اگر چہ اسلامی تہذیب وتمدن اور پیغمبر اکرم ﷺ کی حیات مبارک پر اچھی کتابیں لکھ چکے ہیں اس کے باوجود ان کتابوں کے ضمن میں کچھ ایسے نظریات بھی موجود ہیں جو صراحتاً پیغمبر اکرم ﷺ کی عصمت وطہارت کے منافی ہیں۔انہوں نے اپنی ایک مشہور کتاب میں تحریر کیا ہے کہ:

''عورتوں سے عشق واحد کمزوری تھی جو کہ اس (پیغمبر ﷺ) کے اوپر طاری تھی۔''(٦)

اس کے علاوہ کئی اور اعتراضات آپ ﷺ کی ازدواجی زندگی کے حوالے سے کیے گئے ہیں اور کہا جاتا ہے کہ متعدد بار شادیوں کی اجازت صرف حرص اور شہوت پرستی کے علاوہ اس کا کوئی مقصد نہیں ہو سکتا ہے۔پیغمبر ﷺ نے اسی وجہ سے اپنی امت کے لیے متعدد شادیوں کی اجازت دی تاکہ وہ اس کے ذریعے جنسی تسکین حاصل کر سکیں۔

یہ مسئلہ دشمن کے لیے پیغمبر اکرم ﷺ پر اعتراضات کا بہانہ بنا ہوا تھا اور یوں یہ پیغمبر اکرم ﷺ کو شہوانی اور عورتوں کا دلدادہ ثابت کرنے کی مذموم کوشش کرتے رہے ہیں اور آج بھی دشمن اسی مسئلہ کا سہارا لیتا ہے۔(٧)

پیغمبر اکرم ﷺ کی تعدد ازدواج کے متعلق یورپ میں گزشتہ صدیوں سے بہت کچھ لکھا اور کہا گیا ہے اور خاص طور پر قرون وسطیٰ کے دوران اس مسئلہ میں بہت مبالغہ آرائی اور جھوٹ کا سہارا لیتے ہوئے پیغمبر اکرم ﷺ اور اسلامی قوانین کو تہمتوں کا نشانہ بنایا گیا۔یہاں تک کہ تہمتوں کا محور ہی ایک سے زیادہ شادیوں کا مسئلہ قرار دیا گیا اور ازدواجی مسئلہ کی غلط تفسیر اور اس کو نامناسب شکل

میں پیش کیا گیا۔ دینِ اسلام کو مادہ پرست، آرام طلب اور عورت پسند قرار دیا جاتا رہا ہے۔ ان کا مقصد یہ تھا کہ اسلام میں شادیوں کے مسئلہ میں کوئی محدودیت نہیں ہے۔ اور اس کے ثبوت کے لیے آیات قرآنی کا غلط استعمال کیا گیا اور یوں حد سے تجاوز کرتے ہوئے غلط حوالوں کے ذریعہ پیغمبر اکرم ﷺ پر تہمتوں کے انبار لگائے گئے۔ (۸)

قرونِ وسطیٰ کے مستشرقین کے اعتراضات کے مآخذ بے بنیاد اور مضحکہ خیز حوالے تھے انہی کو سنجیدہ اہلِ قلم بھی بلا تکلف نقل کر دیتے تھے۔ اِسلام کو بدنام کرنا، اسے باطل مذہب سمجھنا اور اس کی برائیاں کرنا عیسائیت کی خدمت تصور کیا جاتا تھا، اور اس کے لیے غلط بیانی جائز سمجھی جاتی تھی۔ اس بات کا اعتراف خود انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا کا مقالہ نگار لفظِ ''محمد'' کے تحت کرتا ہے۔ وہ لکھتا ہے:

> "Few great men have been so maligned as Muhammad. Christian scholars of medieval Europe painted him as an impostor, a lecher, and a man of blood. A corruption of his name ''Mahmound'' even came to signify the devil."(9)
>
> ''بہت کم بڑے لوگوں کو اتنا زیادہ بدنام کیا گیا ہے جتنا کہ محمد ﷺ کو بدنام کیا گیا ہے۔ قرونِ وسطیٰ کے یورپ کے مسیحی علماء نے ان کو فریبی، عیاش اور خونی انسان کے روپ میں پیش کیا۔ حتیٰ کہ آپ کے نام کا ایک بگڑا ہوا تلفظ مہاونڈ شیطان کے ہم معنی بنا دیا گیا ہے۔''

جب دنیا میں حالات بدل گئے اور لوگوں میں پہلے کی نسبت جستجو اور تفحص کی حس بیدار ہو گئی تو مغربی تنگ نظر افراد نے اپنا چہرا بدل لیا اور علمی انداز میں پیغمبر اکرم ﷺ کی حیات مبارکہ پر اعتراضات کرنے لگے جو نہایت کم زور اور فرضی تھے۔ ہر بری بات کو آپ ﷺ سے منسوب کیا، آپ ﷺ کی تنگی و ترشی کو عیش و عشرت سے تعبیر کیا، اسلام کو پُر تشدد مذہب ثابت کیا اور نبی ﷺ کو اس کا علم بردار قرار دیا گیا۔

قرونِ وسطیٰ کے بعد بھی عموماً یورپ میں ضعیف روایات کا سہارا لیتے ہوئے یہی رویہ اختیار کیا گیا۔ پیغمبر اکرم ﷺ کے بارے میں یورپ میں غیر معمولی تبدیلی پہلی بار اس وقت آئی جب مشہور فلاسفر ''CarlyleThomas'' (تھومس کارلائل) کی کتاب The Hero as Prophet منظرِ عام پر آ گئی اس میں اظہار کرتے ہوئے کہا:

> ''اس آدمی (پیغمبر ﷺ) کو شہوت پرست انسان کے طور پر پہچان کر ہم نے بہت بڑی غلطی کی۔ انہوں نے اس نظریہ کے ذریعہ سے گذشتہ کئی صدیوں سے جاری منفی نظریہ کو تبدیل کر دیا اور اسلام پر لگائی جانے والی من گھڑت تہمتوں پر سے پردہ اٹھا کر اس کی حقیقت کو آشکار کر دیا۔'' (۱۰)

(کارلائل) کے پندرہ سال کے بعد انگلینڈ کے محقق JohnDewey (جان ڈیوی) نے گذشتہ کئی برسوں سے لگائی گئی تہمتوں کے مقابلہ میں پیغمبر اکرم ﷺ کا دفاع کیا اور یورپی مصنفین کی ذہنیت میں مثبت تبدیلی پیدا کرنے میں بہت بڑا کردار ادا کیا۔ جو لوگ کہتے تھے کہ پیغمبر اکرم ﷺ نے متعدد شادیوں کو جائز قرار دے کر شہوت پرستی کو رواج دیا ان کے جواب میں صراحت سے کہا کہ ایک سے زیادہ شادیاں حضرت ابراہیمؑ کے بعد مشرق میں عام طور پر رائج تھیں اور کتاب مقدس کے کئی صحیفوں میں اس کا ذکر ہوا ہے۔ اور یہ اس وقت کوئی گناہ کا کام نہیں سمجھا جاتا تھا۔ یہ عمل یونانیوں میں بھی رائج تھا نیز روم میں یہ رواج عام تھا حالانکہ وہ

بہت بااخلاق تھے، یہ ممنوع نہیں تھا۔ لہٰذا پیغمبرا کرم ﷺ نے ایسے عمل کو جائز قرار دیا ہے جو کہ نہ صرف محترم سمجھا جاتا تھا بلکہ گذشتہ زمانے میں رحمت و برکت کا سبب سمجھا جاتا تھا۔(۱۱)

جان ڈیوی اس نکتے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں: محمد ﷺ نے ۲۵ سے ۵۰ سال کے دوران صرف ایک بیوی کے ساتھ شادی پر اکتفا کیا حالانکہ ان کا کوئی بیٹا بھی نہیں تھا اور جب تک حضرت خدیجہ (رضی اللہ تعالی عنہا) زندہ تھیں دوسری کوئی شادی نہیں کی۔ وہ مزید لکھتے ہیں:

''ان کے دور میں متعدد شادیوں کا معاملہ عام طور پر جزیرہ عرب میں نا محدود شکل میں رواج یافتہ تھا یہ بات رد کرنے کے لائق ہے کہ انہوں نے شہوت پرستی کو محدود کر کے اور بیویوں کی تعداد کو معمول سے کم کر کے جنسی میلان اور شہوت پرستی کو بڑھا دیا۔''(۱۲)

(جان ڈیون پورٹ) نے فیزیالوجی کی رو سے تعدد ازدواج کے حق میں دلائل پیش کرنے میں مشہور فرانسیسی دانشور (منستیکو) کی رائے پر اعتماد کیا ہے کہ جس کے مطابق گرم آب و ہوا والے علاقوں میں عورتیں آٹھ سال میں شادی کے قابل ہو جاتی ہیں اور ان جیسے ممالک میں بچپنا اور شادی ایک ساتھ نزدیک ہو جاتی ہیں۔(۱۳)

بیسوی صدی کے مغربی دانشوروں کے نظریات

پیغمبرا کرم ﷺ کی متعدد شادیوں کے بارے میں جہاں کچھ مغربی لکھاریوں نے تہذیب اور قلم کی تقدیس کو پامال کرتے ہوئے شان رسالت مین گستاخیاں کی ہیں دوسری طرف کچھ ایسے انصاف پسند محققین بھی مل جاتے ہیں جنہوں نے شدت کے ساتھ ان افراد کی آراء کو رد کیا ہے۔ اس سلسلے میں ایک معروف مغربی مصنف لکھتے ہیں کہ:

''یہ البتہ قابلِ غور ہے کہ ان کی تمام بیویوں میں سے، صرف (حضرت) عائشہ (رضی اللہ تعالی عنہا) ہی کنواری تھیں جب آپ سے نکاح ہوا۔ (حضرت) زینب بنت جحش (رضی اللہ تعالی عنہا) اور باقی تمام بیویاں طلاق یافتہ یا بیوائیں تھیں، کچھ ان میں سے، یوں لگتا ہے جیسے، خاص دلکش بھی نہ تھیں۔ اس کے علاوہ جب خدیجہ سے رسول ﷺ کی شادی ہوئی تو آپ کی ﷺ کی عمر ۲۵ سال تھی جبکہ وہ نہ صرف بیوہ تھیں بلکہ عمر میں بھی آپ ﷺ سے خاصی بڑی تھیں۔ وہ ان کے ساتھ ۲۵ سال، ان کی وفات تک مکمل طور پر وفادار رہے۔''(۱۴)

وہ آگے مزید لکھتے ہیں:

''مدینہ میں محمد ﷺ کے پاس اوقاتِ فراغت کم سے کم ہوا کرتے تھے اور اکثر اوقات وہ ذہنی و جسمانی طور پر تھکے ہوتے تھے، بالخصوص جب وہ پچاس اور بعد میں ساٹھویں سال میں تھے۔ یہ وہ حالات نہیں ہوتے کہ جن میں مرد جنسی تسکین میں دلچسپی رکھتا ہو۔ یہ فرض کرنا کہ باسٹھ سال کی عمر میں جب انہوں نے وفات پائی تو ان کی گیارہ بیویاں تھیں اور اس لیے وہ نفس کی پیروی کرنے والے تھے، چنانچہ کسی بھی طور حتمی نتیجہ یہ

طے نہیں پائے گا، جیسا کہ بہت سے لوگ فرض کرتے ہیں۔ایسا بالخصوص اس امر کو مدِ نظر رکھتے ہوئے کہ پچاس سال کی عمر تک آپ ﷺ کے پاس ایک ہی بیوی تھی۔''(۱۵)

یہ سب امور اس مفروضے کی تردید کرتے ہیں کہ آخری پیغمبر اسلام ﷺ نے شادیاں جسمانی خواہشات کی تسکین کے لیے کیں۔John Davenport ایک بے حد جائز سوال پوچھتے ہیں:

''اور تب یہ پوچھا جائے، کیا یہ ہوسکتا ہے کہ ایک انتہائی نفس پرست مرد، ایک ایسے ملک میں جہاں کثیر شادیاں کرنا ایک معمولی عمل تھا، پچیس سال تک ایک ہی بیوی کے ساتھ رہے، اور وہ بھی ایسی بیوی جو اس سے پندرہ سال بڑی تھی۔''(۱۶)

اس کے علاوہ ایک اور مغربی مصنف Stanley Lane Poole بھی لکھتے ہیں:

''یہ کہنا غلط ہوگا کہ (حضرت) محمد ﷺ عیاش تھے۔ان کی روزمرہ کی انتہائی سادہ زندگی، آخر تک ان کا ایک سخت چٹائی پر سونا، ان کی سادہ غذا، اپنا مشقت بھرا کام بھی جان بوجھ کر خود سے کرنا، یہ سب ان کے زاہدانہ ہونے کی طرف اشارہ کرتا ہے نہ کہ عیاش طبیعت کی طرف۔''(۱۷)

مذکورہ بالا شخصیات کی تحریروں سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ اگر تعصب اور دشمنی کو سامنے رکھے بغیر انصاف کے ساتھ دیکھا جائے تو پیغمبر اکرم ﷺ کی شخصیت تمام عیوب سے پاک ومبرا ہے ہر دور کے نصاف پسند کو جب بھی آپ کی سیرت کے مطالعے کا موقع ملا صفات حسنہ کے علاوہ اسے کچھ نہیں ملا۔

مغربی مفکروں کی نظر میں آپ ﷺ کی شادیوں میں پوشیدہ حکمتیں

پیغمبر اکرم ﷺ کی متعدد شادیوں کی سیاسی اور سماجی حکمتوں پر مسلمانوں کی رائے بیان کرنے سے پہلے ان غیر مسلم دانشوروں کے نظریات بیان کرنا مناسب ہوگا جنہوں نے بغیر کسی دشمنی اور تعصب کے اس مسئلے کو من وعن بیان کیا ہے حقیقت میں دیکھا جائے تو آپ ﷺ کی تمام شادیوں کے پیچھے ایک بڑی حکمت تھی۔آپ ﷺ نے عملاً اسلام میں شادی کے تمام جائز پہلوؤں کو واضح کر کے دکھایا اور اس میں ابتدائی مسلم کمیونٹی کے لیے غیر معمولی سیاسی فوائد بھی تھے۔اس حوالے سے اسلام کا ایک مشہور مخالف لکھتا ہے:

''حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالی عنہا کے لیے حضرت محمد ﷺ کی صداقت و وفاداری کی وجہ مال و دولت قرار دی گئی ہے۔معترضین کہتے ہیں کہ حضرت محمد ﷺ ایک غریب شخص تھے جب کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالی عنہا دولت مند اور اثر و رسوخ والی خاتون تھیں خاوند کی جانب سے کہیں اور کسی بھی طرح کی دل لگی طلاق کا سبب بنتی اور ساتھ ہی ساتھ جائیداد اور مقام کو بھی نقصان پہنچتا۔اس بات کی نشاندہی کی ضرورت نہیں ہے کہ غربت کا خوف ایک حقیقی نفس پرست آدمی کو پچیس سال تک نہیں روک سکتا بالخصوص جب کسی بھی اعتبار سے لازم بھی نہیں کہ خدیجہ رضی اللہ تعالی عنہا جوان سے صدق دل سے محبت کرتی تھیں کبھی اس

وجہ سے طلاق کا سوچتی بھی ہوں۔ اور ابھی اس وضاحت میں حضرت محمد ﷺ کا محبت میں اپنی بوڑھی بیوی خدیجہ رضی اللہ تعالی عنہا کو (ان کی وفات کے بعد) یاد کرنا شامل نہیں ہے۔ اگر محض ان کی دولت ہی نے پچیس سال تک ان کو روکے رکھا ہوتا، تو کوئی بھی یہ امید کرسکتا ہے کہ ان کی موت کے بعد وہ یہ لبادہ اتار پھینکتے، اور شکر کرتے پھر سے یہی سب دہراتے۔ مگر محمد ﷺ نے ایسا کچھ بھی نہیں کیا۔'' (۱۸)

پھر دولت، حسین لڑکی سے شادی، سرداری کی پیش کش تو قریش کئی دفعہ ان کو کر چکے تھے کہ شاید محمد ﷺ یہی سب کچھ چاہتے ہیں۔ پہلے براہ راست پھر جناب ابوطالب کے سامنے پیش کش کی گئی جس کا تذکرہ تاریخ کی کتابوں میں موجود ہے، آپ ﷺ نے جواب میں فرمایا تھا کہ اگر یہ لوگ میرے ایک ہاتھ پر چاند دوسرے ہاتھ پر سورج بھی رکھ دیں تو بھی میں یہ دعوت کا کام نہیں چھوڑ سکتا۔ آپ کی حضرت ابوسفیانؓ کی بیٹی سے شادی بھی اسی حکمت عملی کا حصہ تھی کہ جس میں آپ اپنے اہداف کو آگے بڑھانے کے لیے ابوسفیانؓ کے اثر ورسوخ سے استفادہ کرنا چاہتے تھے۔ اس حوالے سے ایک مغربی اسکالر کا کہنا ہے: رسول ﷺ شائد وقتِ بعید میں ابوسفیانؓ، حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالی عنہا کے باپ کو اپنے مقصد کے حصول کے لیے سودمند بنانا چاہتے تھے۔ (۱۹) اس کے علاوہ حضرت میمونہ بنت الحارث رضی اللہ تعالی عنہا سے شادی کے بارے میں لکھا گیا ہے کہ اس شادی کی برکت سے وہ مسلمان ہوگئیں۔ جیسا کہ Washington Irving اس حوالے سے لکھتے ہیں:

> ''یہ شادی بلاشبہ ایک حکمت عملی تھی کہ حضرت میمونہ رضی اللہ تعالی عنہا ۵۱ سالہ بیوہ خاتون تھیں، مگر اس تعلق نے انہیں یعنی محمد ﷺ کو دو طاقتور اثر ورسوخ والے نئے نئے ایمان لانے والے ساتھی عطا کیے۔ ان میں سے ایک بیوہ کا بھتیجا حضرت خالد ابن ولیدؓ، ایک نڈر جنگجو اور دوسرا خالد کا دوست حضرت عمرو بن العاصؓ۔'' (۲۰)

اس کے علاوہ کچھ حضرات نے انصاف سے کام لیتے ہوئے لکھا ہے کہ ایک سے زیادہ شادیوں کا مسئلہ ایسا انوکھا نہیں تھا کہ جس کو حضرت محمد ﷺ نے ایجاد کیا ہو بلکہ عربوں، ایرانیوں اور یہودیوں میں اسلام سے پہلے یہ مسئلہ قدیم زمانے سے رائج تھا۔ بلکہ اگر پیغمبر اکرم ﷺ تورات وانجیل کے حکم کے مطابق عمل کرتے تو اس سے کئی زیادہ عورتوں سے شادی کر سکتے تھے۔ اسلام نے اس کے برعکس ایک ہی وقت میں کئی شادیوں کی تعداد کو کم کر دیا اور بیویوں کی تعداد کو چار تک گھٹا دیا جبکہ اس سے قبل بیویوں کی تعداد کے بارے میں کوئی حد معین نہیں تھی نیز ان چار شادیوں کے سلسلہ میں بھی اسلام نے ایسی شرائط لگا دی ہیں کہ ہر انسان چار عورتوں سے زیادہ ایک وقت میں شادی نہیں کرسکتا ہے۔ (۲۱) یہاں یہ نکتہ ذکر کرنا ضروری ہے کہ یہودی روایات کے مطابق حضرت سلیمانؑ کی دائمی بیویوں کی تعداد تین سو اور کنیزوں کی تعداد سات سو تھیں۔ (۲۲) تعجب کی بات یہ ہے کہ مغربی مفکرین اور دانشوروں کو پیغمبر اکرم ﷺ کی نو بیویاں حضرت سلیمانؑ کی اتنی بڑی تعداد میں موجود بیویوں کے مقابلے میں بہت زیادہ لگتی ہیں۔ قرآنی آیات بھی عورتوں کی تعداد کو محدود کرتی ہے لامحدود عورتوں سے شادی کی تائید نہیں کرتی ہے۔ قرآن میں ذکر ہوا ہے:

وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِی الْیَتَامٰی فَانْکِحُوْا مَا طَابَ لَکُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰی وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً اَوْ مَا مَلَکَتْ اَیمَانُکُمْ ذالکَ اَدْنٰی اَلَّا تَعُوْلُوْا (۲۳)

''اور اگر تم یتیم لڑکیوں سے بے انصافی کرنے سے ڈرتے ہو تو جو عورتیں تمہیں پسند آئیں ان میں سے دو دو تین تین چار چار سے نکاح کرلو، اگر تمہیں خطرہ ہو کہ انصاف نہ کرسکو گے تو پھر ایک ہی سے نکاح کرو یا جو لونڈی تمہارے ملک میں ہو وہی سہی، یہ طریقہ بے انصافی سے بچنے کے لیے زیادہ قریب ہے۔''

یہ آیت صاف بتا رہی ہے کہ یتیم بچیوں سے ناانصافی کی بجائے بہتر ہے کہ ان کے علاوہ دیگر عورتوں سے شادی کرلو اور ساتھ ہی اس کی حد بندی کردی یعنی زیادہ سے زیادہ چار تک۔ انصاف کی شرط جہاں یتیم لڑکیوں کے بارے میں ہے، وہاں یہی شرط دیگر عورتوں کے بارے میں بھی ہے کہ زیادہ نکاح کی اجازت انصاف سے مشروط ہے۔ جیسا کہ فرمان خدا ہے:

وَلَن تَستَطعوا أَن تَعدِلوا بَینَ النِّساءِ وَلَو حَرَصتُم فَلا تَمیلوا کُلَّ المَیلِ فَتَذَرُوھَا کالمُعَلَّقة وَإِن تُصلِحوا وَتَتَّقوا فَإِنَّ اللّٰہَ کانَ غَفوراً رَحیمًا (۲۴)

''اور تم خواہ کتنا ہی چاہو عورتوں میں ہرگز برابری نہیں کرسکو گے تو ایسا بھی نہ کرنا کہ ایک ہی کی طرف ڈھل جاؤ اور دوسری کو (ایسی حالت میں) چھوڑ دو کہ گویا ادھر ہوا میں لٹک رہی ہے اور اگر آپس میں موافقت کرلو اور پرہیزگاری کرو تو خدا بخشنے والا مہربان ہے۔''

ان دو آیتوں کو آپس میں ملانے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ قرآن مجید نے متعدد شادیوں کی اجازت دی ہے لیکن ایک عورت سے شادی کو ترجیح حاصل ہے۔ تعصب کے بغیر دیکھا جائے تو پیغمبر اکرم ﷺ وہ شخصیت ہیں جس نے ایسی قوم کے درمیان شادیوں کی مروجہ تعداد کو چار شادیوں تک محدود کردیا، جو شادی کے مسئلے میں تجدید کی قائل نہیں تھی اور اس سے پہلے کے مرد جتنی عورتوں سے چاہتے شادی کر لیتے تھے۔ (۲۵) جہاں تک خواتین سے محبت کی بات ہے تو پیغمبر اکرم ﷺ اپنی بیویوں سے یکساں محبت رکھتے تھے اور ایسا عدل کے باعث تھا۔ اسی لیے آنحضرت ﷺ ہر طریقے سے چاہتے تھے کہ ہر ایک کے ساتھ منصفانہ سلوک کریں۔ یہی وجہ تھی کہ سب سے پہلے جس چیز کو عورتوں سے متعلق حرام قرار دیا وہ بیٹیوں کو زندہ دفن کرنے کا مسئلہ تھا جبکہ اس قبیح فعل کو انتہائی بے دردی کے ساتھ انجام دیا جاتا تھا۔ (۲۶)

اسلامی نقطہ نگاہ سے ایک جائزہ

شادی ایک مقدس رشتہ ہے جسے خدائے قدوس نے مؤمن کے لیے عفت وعصمت کا سبب قرار دیا ہے۔ اسی بنا پر اسلام میں اسے ایک اہم حیثیت حاصل ہے اور اس کی تمام جزئیات پر شریعت میں روشنی ڈالی گئی ہے۔ شادی کے مثبت انفرادی اور معاشرتی اثرات کی وجہ سے اسلام نے نوجوانوں کو نکاح پر اُبھارا ہے، اور ایک مرد کو چار تک بیک وقت بیویاں رکھنے کی اجازت بھی دی ہے، اور ساتھ ہی یہ لازم قرار دیا ہے کہ وہ چاروں کے درمیان عدل وانصاف برتے۔ اگر خاوند انصاف نہیں کرسکتا تو اسے فقط ایک نکاح تک محدود رہنا چاہیے۔

خواتین کی تعلیم وتربیت

پیغمبر اکرم ﷺ نے متعدد عورتوں سے شادیاں اس لیے بھی کی کہ ان کو تعلیم دی جائے۔ اور ان کے ذریعے عورتوں کے مخصوص مسائل دیگر خواتین کو تعلیم کیے جائیں۔ بعض اوقات خواتین ایسے سوالات پیغمبر اکرم ﷺ سے پوچھتی تھیں کہ جن کا صراحتاً جواب دینا پیغمبر اکرم ﷺ کے لیے شرم وحیا کی وجہ سے ممکن نہ ہوتا تھا، چنانچہ ایک دفعہ کسی خاتون نے پیغمبر اکرم ﷺ سے سوال کیا تو مسئلے کی نوعیت کی وجہ سے جواب دینے میں پیغمبر اکرم ﷺ کو حیا آئی، تو حضرت عائشہؓ نے اس عورت کو اس مسئلے کے بارے میں تفصیل سے بتایا۔

پس ایسے مراحل میں پیغمبر اکرم ﷺ کی ازواج مطہرات بہترین معلّمہ تھیں۔ جو خواتین کو ان سے مربوط مسائل میں احکام سے تفصیل سے آگاہ کرتی تھیں یوں خواتین ازواج نبی سے تفقہ فی الدین حاصل کرتی تھیں۔

غلط رسوم کا خاتمہ

پیغمبر اکرم ﷺ کی بعض عورتوں کے ساتھ شادی میں کسی شرعی حکم کی تشریع اور کسی غلط رسم کے خاتمے کی حکمت چھپی ہوئی تھی کیونکہ کچھ مسائل میں لوگ جاہلیت کی غلط رسومات کی پیروی کرتے تھے جنہیں عملی طور پر ختم کرنے کی ضرورت تھی۔ نمونے کے طور پر قرآن میں مذکور اس قضیئے کو ذکر کیا جاتا ہے، حضرت خدیجہؓ کا ایک غلام تھا جس کا نام زیدؓ تھا انھیں آپ نے پیغمبر اکرم ﷺ کو ہدیہ کر دیا تھا آنحضرت ﷺ نے اس کو آزاد کر دیا اور اس نے اسلام قبول کر لیا، یوں پیغمبر اکرم ﷺ نے بھی شفقت کی بنا پر ان کو اپنا منہ بولا بیٹا بنالیا۔ پیغمبر اکرم ﷺ نے اپنی پھوپھی زاد بہن (زینب بنت جحش) کے ساتھ اس کی شادی کروادی کچھ مدت کے بعد دونوں میں نااتفاقی کی وجہ سے طلاق ہوگئی، زینب چونکہ معروف خاندان سے تھیں تو ایک آزاد شدہ فرد کے ہاتھوں طلاق ان کے لیے ذہنی اذیت اور پریشانی کا سبب بنی۔ جاہلیت کی رسم کے مطابق منہ بولے بیٹے کو حقیقی بیٹے کی حیثیت حاصل تھی اور تمام احکام میں دونوں کو ایک جیسا سمجھا جاتا تھا اس لیے لوگوں کو اعتراض ہوسکتا تھا اور اس سے پیغمبر اکرم ﷺ کو پریشانی بھی ہوگئی کیونکہ اس وقت کی رسم کے مطابق منہ بولے بیٹے کی بیوی سے آدمی نکاح نہیں کرسکتا تھا۔ پیغمبر اکرم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے ان سے شادی کر لی۔ قرآن مجید میں قصہ کچھ اس طرح ذکر ہوا ہے:

> ''(اے پیغمبر ﷺ) اور اس وقت کو یاد کرو جب تم اس شخص سے جس پر خدا نے بھی نعمت نازل کی اور تم نے بھی احسان کیا یہ کہہ رہے تھے کہ اپنی زوجہ کو روک کر رکھو اور اللہ سے ڈرو اور تم اپنے دل میں اس بات کو چھپائے ہوئے تھے جسے خدا ظاہر کرنے والا تھا اور تمہیں لوگوں کے طعنوں کا خوف تھا حالانکہ خدا زیادہ حق دار ہے کہ اس سے ڈرا جائے اس کے بعد جب زید نے اپنی حاجت پوری کر لی تو ہم نے اس عورت کا عقد تم سے کر دیا تا کہ مومنین کے لیے منہ بولے بیٹوں کی بیویوں سے عقد کرنے میں کوئی حرج نہ رہے جب وہ لوگ اپنی ضرورت پوری کر چکیں اور اللہ کا حکم بہر حال نافذ ہو کر رہتا ہے۔'' (۲۷)

یہ شادی خدا کی رضا کے لیے تھی جس پر حضرت زینبؓ ہمیشہ دوسری ازواج نبی پر فخر کرتی تھی اور کہتی تھی کہ تمہاری شادی

تمہارے برادریوں نے اور میری شادی آسمان سے خداوند عالم نے کرائی ہے۔(۲۸)

سیاسی اور معاشرتی اہدف

پیغمبر اکرم ﷺ نے بعض شادیاں معاشرتی اور سیاسی اہداف کو ملحوظ خاطر رکھ کر کی تھیں جیسا کہ تاریخ اسلام سے بخوبی معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کے اعلان کے بعد قریش نے سخت مخالفت کی جس کی وجہ سے آپ ﷺ کو بہت سے مسائل کا سامنا کرنا پڑا، دوسری طرف سے یہ رسم تھی کہ اگر کوئی آدمی کسی قبیلے کی خاتون سے شادی کر لیتا تو اس کا اپنے بیٹے کی حیثیت سے احترام کرتے تھے، اسی لیے پیغمبر اکرم ﷺ نے مختلف قبائل کی حمایت حاصل کرنے اور ان کی توجہات کو اپنی طرف مبذول کرنے کے لیے ان کی خواتین سے شادی کرلی۔ جس کا ذیل میں مختصراً جائزہ لیا جارہا ہے:

......حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

قبیلہ بنی المصطلق کے بزرگ (حارث) کی بیٹی سے پیغمبر اکرم ﷺ نے شادی کرلی جب مسلمانوں نے اس شادی کے بارے میں سنا تو پیغمبر اکرم ﷺ کے احترام میں اس قبیلے کے تمام اسیروں کو آزاد کردیا۔ یہ خبر قبیلہ بنی مصطلق تک پہنچی اور مسلمانوں کی رحم دلی اور مروت کو دیکھ کے متاثر ہو کر سب نے اسلام قبول کرلیا۔(۲۹)

......حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حضرت ابوسفیانؓ (جو فتح مکہ کے بعد مسلمان ہوئے) کی بیٹی کہ جس کے دماغ میں مسلمانوں سے صلح اور ان کے ساتھ زندگی گذارنے کا تصور بھی نہیں تھا ام حبیبہ کے شوہر نے حبشہ جا کر عیسائی مذہب اختیار کرلیا تھا اور وہیں پر اس کی موت واقع ہوگئی تھی جس کی وجہ سے ام حبیبہ بے سرپرست ہوگئیں ان کا باپ مشرک اور دشمن اسلام تھا جب کہ وہ خود مسلمان تھیں ایسے میں اپنے باپ ابوسفیانؓ کے ساتھ رہنا ان کے لیے مشکل بات تھی اس لیے وہ بہت پریشانی اور اضطراب کی حالت میں دن رات گزار رہی تھیں۔ پیغمبر اکرم ﷺ نے ان سے شادی کی تاکہ ان کی سرپرستی کی جاسکے اور بنوامیہ کی توجہات کو حاصل کیا جاسکے اور ان کا باپ اسلام کی دشمنی سے باز آجائے۔(۳۰) جب پیغمبر اکرم ﷺ سے حضرت ام حبیبہؓ شادی کی خبر ابوسفیانؓ کو ملی تو وہ بہت خوش ہوگیا اور اس پر فخر کیا اور بعدازاں شادی ابوسفیان کے ہاتھوں پیغمبر اکرم ﷺ اور مسلمانوں کو لاحق خطرات اور اذیتوں سے نجات ملنے میں معاون ثابت ہوئی۔(۳۱)

......حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

قبیلہ بنی النضیر کے سربراہ حیی ابن اخطب کی بیٹی تھیں جنھوں نے اپنے شوہر اور باپ کو کھو دیا تھا اور وہ خود اسیر ہوگئی تھیں۔ پیغمبر اکرم ﷺ نے ان سے شادی کر کے ان کو قید سے نجات دلا دی اور مسلمانوں کو یہ درس دیا کہ کنیزوں کو آزاد کر کے ان سے شادی کریں۔ اس شادی کے ذریعے سے پیغمبر اکرم ﷺ کو کچھ سیاسی فوائد بھی حاصل ہوئے۔(۳۲)

......حضرت عائشہ، حفصہ اور میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنھن

عرب کے مشہور قبیلوں کے سرکردہ افراد کی بیٹیاں تھیں۔ پیغمبر اکرم ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ

کے ان کے اپنے قبیلوں میں اثر رسوخ کو بخوبی سمجھ لیا تھا لہٰذا ان قبیلوں کی حمایت حاصل کرنے اور اسلام کی اندرونی طاقت اور اتحاد کو مزید مستحکم کرنے کے لیے ان تینوں عورتوں سے شادی کر لی اور مذکورہ ہدف کو حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے اگر اللہ عزوجل نے آپ کو متعدد شادیوں کی اجازت نہ دی ہوتی تو بہت سے مسلمان ان فوائد سے محروم رہتے جو انہیں حاصل ہوئے۔ دشمنان اسلام کو سر کرنے میں سرعت کے ساتھ شائد کامیابی نہ ملتی۔ بہت سے شرعی مسائل کی بہتر طریقے سے وضاحت نہ ہو پاتی۔ جن کی تفصیل ہمیں احادیث کے مجموعوں میں ملتی ہے۔ یہاں پر ایک بات قابلِ غور ہے کہ رسولِ اقدس ﷺ کے بیٹوں میں سے کوئی بھی بلوغت تک زندہ نہ رہا اور آپ کی بیٹیوں میں سے، صرف حضرت فاطمہؓ ہی آپ کی وفات کے بعد زندہ رہیں اور وہ بھی صرف چھ ماہ تک۔ ایسی صورتحال میں یہ امتِ مسلمہ کے لیے کسی بڑی آفت سے کم نہ ہوتا اگر ازواجِ مطہرات نہ ہوتیں، تو بہت سی تعلیمات ہم سے پوشیدہ رہ جاتیں۔

مندرجہ بالا تمام تفصیلات اس بات کا ثبوت ہیں کہ آپ کی شادیاں جسمانی خواہشات کے سبب نہ تھیں بلکہ قطعی طور پر یہ مسلمانوں کے حق میں بہتر تھیں جیسا کہ ان کے نتائج سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے اور ان کے پیچھے نیک مقاصد شامل تھے۔ درحقیقت رسولِ اکرم ﷺ کی تمام شادیوں کے پیچھے قیامت تک کے لیے آنے والے انسانوں کے لیے عظیم حکمت شامل تھی۔ امتِ مسلمہ کی روحانی اور سماجی بہبود پر اس کا گہرا اثر رہا اور بلاشبہ جہاں تک خاندانی نظام کا تعلق ہے، امت مسلمہ باقی تمام اقوام سے بہتر ہے۔ گزشتہ سطور میں ذکر کیے گئے اسباب کا انسانی جذبے اور اجتماعی فلاح سے تعلق کا ہونا کسی عقل مند انسان سے پوشیدہ نہیں خصوصاً بے سرپرست عورتوں کی سرپرستی، ان سے مالی تعاون اور پریشانی سے نجات دلا کر نفسیاتی سکون پہنچانے کو پیغمبر اکرم ﷺ نے شادی کے ہدف کے طور پر انتخاب کیا کیونکہ آنحضرت ﷺ کے نزدیک عورت بھی مرد کی مانند قابل احترام انسان اور برابر کے حقوق کی مالک ہے۔ لہٰذا عورت کو معاشرے میں پریشان حال نہیں چھوڑا جا سکتا ہے اور عورت کے بارے میں اچھے سلوک سے پیش آنے کی تاکید کو آپ ﷺ نے بار بار دہرایا جیسا کہ آپ کا یہ فرمان مبارک بھی ہے:

> ''نماز اور تمہاری ملکیت میں موجود عورتوں کے بارے میں ہوشیار رہیں ان پر ان کی طاقت سے زیادہ بوجھ
> نہ ڈالیں خدارا خدارا تمہاری بیویاں تمہارے زیر کفالت ہیں۔'' (۳۳)

بہر حال پیغمبر اکرم ﷺ کی حیات مبارکہ کا سرسری جائزہ لینے سے اور سورہ احزاب کی آیت ۲۸ اور ۲۹ کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ پیغمبر اکرم ﷺ کی متعدد شادیوں سے متعلق مستشرقین کی رائے حقیقت سے دور اور بے بنیاد ہے۔ پیغمبر اکرم ﷺ جہاں خود تقوی کی اعلیٰ منزل پر فائز تھے وہاں اپنی ازواج کو بھی دنیا کی کشش سے دور رہنے کی تلقین کرتے تھے۔ چنانچہ سورہ احزاب کی آیات ۲۸ اور ۲۹ اس پر گواہ ہیں۔ لہٰذا ایک ہوش مند اور انصاف پسند محقق کے لیے اس کے علاوہ کوئی گنجائش نہیں رہتی کہ یہ بات تسلیم کرے کہ پیغمبر اکرم ﷺ نے اگر متعدد شادیاں کی ہیں تو وہ سیاسی، اجتماعی اور انسانی عوامل اور اسباب کو مدنظر رکھتے ہوئے کی ہیں جن کو گزشتہ معروضات میں ذکر کیا گیا ہے۔

کتابیات:

1-Joanna Turnbull,Oxford Advanced Learners Dictionary,(2011)Oxford University Press'',Orient

2-ibid,Orientalist

۳۔علی الصغیر،محمد حسین،دراسات قرآنیہ،مکتب الاعلام الاسلامی،قم،ایران۱۴۱۳ہجری،ص۱۱

۴۔السباغی،مصطفیٰ،الاستشراق والمستشرقون مالھم و ماعلیھم،المکتب الاسلامی بیروت،تہران،۱۴۰۵ہجری،ص۱۹

۵۔ بیدہندھی،احمد،نقش مستشرقین درتخریب اسلام،فرہنگ دوست،۱۳۷۰،ص۱۲۵

۶۔ گوستاولوبون،تمدن اسلام وعرب(ترجمہ خاتمی بروجردی) کتابخانہ صدرا،تہران،۱۳۷۷،ص۱۲۰۔۱۲۱

۷۔ ہیکل،محمد حسین،حیات محمد،مکتبۃ الاسلام،قم ایران،۱۴۵۱ھ،ص۲۵۰

8-WilliamMontgomeryWatt,MuhammadatMadina(1994) UniversityPress ,Edinburgh،p120

9-Encyclopedia Britannica,1984'',Muhammad''Vol12p609

۱۰۔مینوصمیمی،اسلام از دیدگاہ چشم مسیحیان،انتشارات حسینیہ ارشاد تہران،ایران،۱۳۶۰اش،ص۲۵۱۔۲۵۲

۱۱۔نیکونام،احمد،تناقضات در دیدگاہ مستشرقین،انتشارات طلوع،تہران،ایران،۱۳۷۰اش ص۲۵۱

12-John Davenport,AnApology for Mohammed and the Koran(1879)longacre,London,p40

13-ibid,p41

14-John Bagot Glubb,The Life and Times of Muhammad(1971)pub.SteinandDay,NewYork,p.237

15-ibidp239

16-An Apology for Muhammad and the Koranp.26

17-Stanley lane poole,Studies in a Mosque(1883)pub.W.H.Allen&Co.London,p.77

18-Studies in a Mosque,p.79

19-William Muir,The Life of Mahomet(1861)Smith,ElderandCo.London,vol.4p.59

20-The Life of Mahomet p.183

21-Philip k Hitti,History of the Arabs(1989)Macmillan education LTD,Hampshire London,p.158

۲۲۔العاملی،عبدالصاحب الحسنی،الانبیاء حیاتھم و قصصھم،دائرۃ التوجیہ الاسلامی،بیروت،لبنان،۱۸۷۹،ص۴۴۱

۲۳۔سورہ النسا:۳ ۲۴۔سورہ النسا:۱۲۹

۲۵۔نیک بین،نصراللہ، اسلام از دیدگاہ دانشمندان غرب،شرکت سہامی سیمان فارس وخوزستان دفتر مذھبی،خوزستان،ایران،۱۳۸۵اش،ص۳۵

۲۶۔خوئینی،آل اسحاق،پاسخ بہ نقض سلمان رشدی،قم،دفتر تبلیغات اسلامی،قم،ایران،۱۳۵۷،ص۱۵

۲۷۔سورہ احزاب:۳۸

۲۸۔ابن جوزی،جمال الدین أبوالفرج عبدالرحمٰن بن علي بن محمد،زادالمسیر فی علم التفسیر،دارالکتب العربی،بیروت،لبنان،۱۴۲۲ھ،ص۴۰۷

۲۹۔آیتی،ابراہیم،تاریخ پیامبر اسلام،انتشارات دانشگاہ تہران،ایران،۱۳۶۵اش،ص۴۴۶

۳۰۔المیزان فی تفسیر القرآن،ج۴،ص۳۱۰

۳۱۔،ابن ھشام،عبدالملک،السیرۃ النبویہ،دار الکتاب العربي،بیروت۱۴۱۰،ج۴،ص۶۵۴

۳۲۔فرھانی فریدہ،تعدد زوجات در اسلام،انتشارات دانشگاہ تہران،ایران،۱۳۷۲اش،ص۳۹۰

۳۳۔المیزان فی تفسیر القرآن،ج۴،ص۱۹۷۔۱۹۸